حضرت شاہ ولی اللہؒ کے بعض عمرانی اصطلاحات

عبدالوحید صدیقی

(شاہ ولی اللہ کے استقرائی وسائنٹفک عمرانی مباحث پر ایک مقدمہ بعنوان "نظریۂ ارتقائے معاشرہ" مئی کے "الرحیم" میں شائع ہو چکا ہے اب ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس دعویٰ کے دلائل سے بحث کی جائے۔ اس سلسلے میں یہ پہلا مقالہ ہے)

سائنسی اندازِ تحقیق میں وضع اصطلاحات اور ان اصطلاحات کے معنی کے تعین و تعریف بنیادی اہمیت کی حامل ہے اس کے بغیر محقق اپنی نئی تحقیقات کو دوسروں تک منتقل کرنے سے قاصر رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشہور امریکی ماہر عمرانیات برنارڈ نے سائنس کی بنیادی چھ خصوصیات میں وضع و تعریفِ اصطلاحات بھی شامل کیا ہے [1]

شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے بھی اپنی عمرانی تحقیق کو کچھ اصطلاحات کے ذریعہ سے واضح کیا ہے۔ یہ اصطلاحات بعض اوقات آپ نے خود وضع کئے ہیں اور خود ہی ان کے مفہوم کو متعین کیا ہے۔ بعض اوقات پہلے سے مروجہ اصطلاحات کو ان کے متعارف مفہوم میں لے لیا ہے۔ لیکن کبھی کبھی ان مروجہ اصطلاحات کو اپنا خاص مفہوم اور معنیٰ بھی دیا ہے۔ اصطلاحات کی یہ وضع و تعریف عمرانیات کے علاوہ شاہ صاحب نے الٰہیات، نفسیات اور ہر اس علم و فن میں کی ہے جس پر آپ نے تحقیق فرمائی ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "الرحیم" مارچ ۶۴ء (شاہ ولی اللہ کی اصطلاحات)

نظریہ ارتقائے معاشرہ اور عمرانیات کے سلسلہ میں شاہ صاحب کی تین بنیادی اصطلاحات

---

[1] برنارڈ، دی فیلڈس اینڈ میتھڈس آف سوشیولوجی۔ نیویارک ۱۹۳۴ء - ص ۲۴۳ - ۲۴۴

کی تشریحات حسب ذیل ہیں۔

الارتفاق لفظ ارتفاق کا بنیادی مادہ رِفقٌ بالکسر ہے لہ لغت میں اس کے کئی معنی آتے ہیں جو ایک دوسرے سے قریب اور بعض مترادف ہیں۔ نرمی، سہولت، رحم اعانت، نزاکت، نفع رسانی ٢ہ نرم برتاؤ، مہربانی کا سلوک اور وہ چیز جس سے مدد لی جائے۔ اس کے مشہور معانی ہیں۔ اَمْرٌ رفِقُ البغیۃِ ٣ہ ایک ایسے کام کو کہتے ہیں جو آسانی سے حاصل ہوتا ہے۔ اس لفظ سے المرفقُ ہے اور اس کے معنی ہیں وہ چیز جس سے نفع اٹھایا جائے مَرَافِقُ الدّارِ گھر کے منافع یعنی لوازمات خانہ جیسے کنواں، باورچیخانہ، پائخانہ وغیرہ کو کہتے ہیں۔ اسی طرح سے اہل ملک کی نفع اندوزی کی چیزوں کو مرافِقُ البلادِ کہا جاتا ہے ٤ہ

لغات القرآن میں پرویز نے ابن الفارس کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس مادہ کے بنیادی معنی سختی اور تشدد کے بغیر ایک دوسرے کے قریب اور ہمنوا ہونے اور باہم موافقت کرنے کے ہیں ۵ہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لفظ نرمی اور رحم کے معنی میں استعمال کیا ہے آپ فرماتے ہیں۔

مَنْ رَفَقَ بِاُمَّتِی رَفَقَ اللّٰہُ بِہٖ

"جو میری امت کے ساتھ نرمی اور رحم کا برتاؤ کرے گا، اس کے ساتھ اللہ نرمی کا برتاؤ کرے گا"

یہی لفظ جب باب افتعال میں آتا ہے تو مندرجہ ذیل معانی میں استعمال ہوتا ہے۔

۱۔ کسی جگہ یا چیز کو ٹیک دینا۔ مُرْتَفَقٌ اس چیز کو کہا جاتا ہے جس پر ٹیک لگائی جائے تکیہ

لہ تاج العروس۔ الجزء السادس

٢ہ لینز عربک انگلش لیکسیکن۔ بوک I۔ پارٹ III لندن ۱۸۶۷ء

رَفَقَ = He was, or became, gentle, soft, tender, gracious, courteous, or civil"

٣ہ المنجد

٤ہ المنجد

۵ہ غلام احمد پرویز، لغات القرآن (ر ف ق)۔ ادارہ طلوع اسلام۔ لاہور

اور سہارے کے لئے بھی یہی لفظ مستعمل ہوتا ہے[1] چونکہ اس طرح ٹیک لگانے سے راحت ملتی ہے اس لئے ارتفق بہ کے معنی ہیں "اس سے نفع اٹھایا"[2]

قرآن مجید میں یہ لفظ ٹھکانے اور ٹیک لگانے کے معنی میں استعمال ہوا ہے جہنم کو ساءَت مرتفقاً (برا ٹھکانہ) اور جنت کو حَسُنَتْ مرتفقاً (اچھا ٹھکانہ) کہا گیا ہے[3]

۲۔ بھرا ہونا[4] ابن الابرص کا مندرجہ ذیل شعر اس معنی پر دلالت کرتا ہے۔

فَأَصْبَحَ الرَّوْضُ وَالْقِيعَانُ مُمْرِعَةً

مِنْ بَيْنِ مُرْتَفِقٍ مِنْهَا وَمُنْمَا حٍ[5]

وہ چراگاہ اور میدان گھاس اور ہریالی سے اٹ گئے۔ کچھ اس پانی کی وجہ سے جو وہاں بھر گیا اور کچھ اس کی وجہ سے جو اوپر سے بہہ رہا تھا۔"

اسی طرح سے برتن کے بھر جانے کو إِرْتَفَقَ الإِنَاءُ کہتے ہیں[6]

۳۔ بھر جانے کے قریب ہو جانا[7]

۴۔ کھڑا رہنا[8]

۵۔ جاری رہنا[9]

۶۔ مدد چاہنا[10]

اگر باب افتعال کی خصوصیات کو لفظ ارتفاق میں جاری کیا جائے تو اس کے کئی معانی ملتے ہیں ان میں سے کچھ اہم معانی سے یہاں پر بحث کی جاتی ہے۔

---

[1] محیط الدائرۃ

[2] تاج العروس

[3] سورۃ ۱۸۔ آیت ۲۹۔۳۱

[4] المنجد

[5] لینز عربک انگلش لیکسیکن

[6] المنجد [7] عربک انگلش لیکسیکن [8] اور [9] القاموس [10] المنجد

۱- باب افتعال کی ایک خصوصیت "اتخاذ" ہے اتخاذ کا مطلب ہے فاعل کا کسی چیز کو اپنے واسطے بنا لینا۔ ؎۱ اسی کو انگریزی زبان میں ایڈاپشن کہا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر اِمتطٰی۔ اس نے سواری بنائی۔ اِشتوٰی۔ اس نے کباب بنائے۔

اس خصوصیت کے جاری کرنے کی صورت میں لفظ ارتفاق کے معنی ہوں گے۔

"اپنے لئے سہولت اور آسانی کو بہم پہنچانا"

شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے عموماً اسی خصوصیت کے مدنظر لفظ ارتفاق کو ایک خاص اصطلاحی معنی پہنائے ہیں جیسا کہ آگے چل کر واضح ہو جائے گا۔

۲- باب افتعال کی ایک اور خصوصیت "تصرف" ؎۲ کو اگر لفظ "ارتفاق" میں جاری کیا جائے تو اس کا مطلب ہوگا۔

"سہولت کے حاصل کرنے کی کوشش کرنا"

۳- بعض اوقات باب افتعال میں اشتراک کے معنی بھی پائے جاتے ہیں۔ بقول میر سید شریف

وشاید کہ بین اثنین باشد بمعنی تفاعل

چوں اِختَصَمَ زَیدٌ وعَمرٌو ؎۳

اس معنی کے جاری کرنے کی صورت میں ارتفاق کے معنی "ایک دوسرے کی مدد کرنا" یا "ایک دوسرے کو سہولت پہنچانا" بھی لے سکتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اس لفظ کو پہلی بار ایک مخصوص اصطلاح کے طور پر استعمال کیا ہے۔ عام طور پر صلہ اِرتَفَقَ بِہٖ میں استعمال کرتے ہوئے شاہ صاحب نے اس سے مراد لی ہے۔ "انسانی ضرورتوں کو آسان طریقوں سے پورا کرنا" حجۃ اللہ البالغہ میں آپ فرماتے ہیں۔

وکان من عنایۃ اللہ بہ ان الھمہ کیف یرتفق بانواع ھذہ الحاجات

؎۱ محمد بن یوسف سورتی، علم صرف۔ علی گڑھ ۱۹۲۴ء صفحہ ۲۷۹ صفحہ ۲۷۸

؎۲ " " " " " " "

؎۳ صرف میر۔ کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱۹۵۲ء صفحہ ۲۵۔ نیز علم صرف علی گڑھ صفحہ ۲۷۹

الهاماً طبعیاً من مقتضی صورته النوعیة الخ[1]

یعنی ـــــ

اللہ تعالیٰ کی انسان پر ایک یہ عنایت بھی ہوئی کہ اسے اس کی صورتِ نوعی کے تقاضا کے مطابق طبعی الہام کے ذریعے سے اپنی گوناگوں ضروریات کو آسانی سے پورا کرنے کے طریقوں سے نفع اندوز ہونا سکھایا۔

حضرت شاہ صاحب کے الفاظ ہیں :ـ

"ہر نوع کو اپنے نوعی تقاضوں کی تکمیل کے لئے طبیعی الہامات سے نوازا گیا ہے۔ لیکن اس سلسلے میں نوع انسان کو اپنی ضرورتوں کی تحصیل اور اس میں مزید آسانیاں پیدا کرنے کے لئے اس کے علاوہ "خصوصی الہامات" سے بھی سرفراز کیا گیا ہے۔ ان الہامات کا ظہور جن عملی پیرایوں میں ہوتا ہے، ان کا نام ارتفاقات ہے"[2]

ضروریات کو آسانی سے پورا کرنا ظاہر ہے کہ ایک جامد سلسلہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک متحرک سلسلہ ہے اور آئے دن پرانے طریقوں اور سہولت کے فنی وسائل (Technical Means) کی اصلاح، ترقی اور ایجاد ہوتی رہتی ہے۔ پھر یہ سہولت کے لئے فنی وسائل کی ترقی کا سلسلہ انسانی زندگی کے دوسرے شعبوں کو متاثر کرتا رہتا ہے اور اس طرح سے دوسرے شعبے بھی ترقی پذیر رہتے ہیں۔ اس پورے سلسلے کا نام "ارتفاق" ہے۔ مثال کے طور پر "غذا" انسان کی بنیادی مادی ضرورت ہے اس ضرورت میں وہ اور دوسرے حیوان مشترک ہیں۔ غذا کی تلاش، جستجو اور اس کے لئے جدوجہد کرنا ایک طبعی امر ہے جسے خالق نے تمام حیوانات اور انسان کی جبلت میں ودیعت فرمایا ہے اور اس کو شاہ صاحب "الہام طبعی" کہتے ہیں۔ غذا اور دوسری حاجتوں کے حصول کے لئے یہ "الہام طبعی" صرف انسان کے لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام حیوانات کو ہوتا ہے۔ شاہ صاحب کے الفاظ میں

---

[1] القسم الاول۔ المبحث الثالث۔ الباب الاوّل

[2] الرحیم ـ مئی ۱۹۶۶ء صـ۱۷ حاشیہ ۱

کما الھم النحل کیف تاکل الثمرات" الخ "جیسا کہ (اللہ تعالیٰ نے) شہد کی مکھی کو الہام کیا کہ وہ کس طرح سے میوے کھائے۔"

اسی الہام کو نفسیات میں جبلت (Instinct) کہا جاتا ہے۔

اسی الہام طبعی یا جبلی تقاضے کے مطابق انسان ابتدا میں بیووں اور بندروں کی طرح قدرتی خودرو پھل پھول اور بھیڑیوں اور شیروں کی طرح دوسرے جانوروں کے گوشت کو غذا بناتا رہا۔ جب تک یہ سلسلہ جاری رہا تب تک انسان میں اور دوسرے شیر خوار حیوانوں میں کوئی بالفعل فرق نہ تھا۔ انسان اگر انسان تھا بھی تو بالقوۃ۔ وہ اپنی خصوصیات اور فضول کو قوۃ سے فعلیت میں لانے کی تگ ودو میں مصروف تھا حتیٰ کہ اس نے اپنی غذائی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے زراعت کا نیا اور زیادہ آسان طریقہ اور اس سے متعلق فنون دریافت کرلئے تو یہ اس کے پورے نظام زندگی میں تبدیلی اور ترقی کا باعث بنا۔ پہلے وہ "شکاری حیوان" تھا اور اب وہ "متمدن شہری"۔ اس نئے اور شاہ صاحب کی نظر میں پہلے آسان فنی طریقے کا نام "ارتفاق اول" ہے البدور البازغہ میں فرماتے ہیں۔

من عنایۃ الرحمن بنوع الانسان ان اودع فیھم دواعی الاکل والشرب کی یتقوم بھما ابدانھم ...... لا یزاحمہ فیھا احد۔

"انسانوں کے متعلق خداوند رحمان کی ایک عنایت یہ ہے کہ ان میں کھانے اور پینے کی ضروریات رکھیں تاکہ وہ اپنے جسم کو بنا سکے۔ پھر جنسی ضرورت بھی رکھی تاکہ اپنی نسل کو ایک خاص مدت تک باقی رکھ سکے۔ نیز یہ کہ انہیں رہنے سہنے اور گرمی سردی سے بچنے کے لئے مسکن کے حاصل کرنے کا الہام کیا۔ تمام انسان اپنے ابناء الجنس (حیوانی جنس کے دوسرے انواع) سے اس معاملہ میں مشترک ہیں۔ لیکن اپنے نوعی تقاضے کے مطابق وہ ایک مخصوص انداز سے ان جبلی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے یہ ارتفاق اول ہے جیسے زراعت، دوسروں سے مدد مانگنا، ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں بات کرنا اور ایک ایسی بیوی کا تعین کرنا جس میں کوئی دوسرا مزاحمت نہ کرے"

مختلف اور گوناگوں ضروریات کو پورا کرنے کے لئے چونکہ یہ سب ابتدائی طریقے ہیں اس لئے شاہ صاحب انہیں "ارتفاق اول" کہتے ہیں۔ اس میں زراعت کو مقدم کرنے کا اشارہ اس طرف ہو سکتا ہے کہ "غذا" سب سے اہم ضرورت ہے اور سب سے پہلے اس کے حصول کے لئے زیادہ سے

زیادہ آسان طریقے دریافت کئے جاتے ہیں۔

ارتقائے معاشرہ کی تاریخ میں اس قسم کے چار مختلف ادوار آتے ہیں جن میں سے ہر نیا دور پرانے دور کے آسان فنی طریقوں یا ٹکنولوجی میں کسی بنیادی تبدیلی کا باعث بنتا ہے یہ تبدیلی ایک ایسے نظام پر منتج ہوتی ہے جو پہلوؤں سے بہتر اور ترقی پذیر ہوتا ہے ان چاروں ادوار کو شاہ صاحب "الارتفاقات الاربعۃ" کہتے ہیں۔ ان کی تشریح درجہ بندی (classification) کے ماتحت کی جائے گی۔

ارتفاق البہائم

ارتفاق البہائم ایک اور اصطلاح ہے جو شاہ صاحب نے وضع کی ہے۔ اس سے وہ آسان طریقے مراد لئے گئے ہیں جنہیں حیوانات نے اپنی جبلی تقاضے کے مطابق اپنی غذا مسکن اور جنسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اختیار کیا ہے۔ مثلاً شہد کی مکھی کا پھولوں کا رس چوسنا اور چھتہ بنانا۔ "ارتفاق البہائم" ہے۔

شاہ ولی اللہ کی نظر میں انسانی ارتفاقات کی بنیاد یہی ارتفاق البہائم یا حیوانی ارتفاق ہے — البدور البازغہ میں فرماتے ہیں۔

الارتفاق الاول مبنی علی ارتفاق البہائم فزاد علیہ بصفاء واتصال و لطافۃ و ظرافۃ کمثل ابناء المعادن علی الموالید — واعلم ان الارتفاق الاول مندرج تحت ارتفاق البہائم والفرق بینہما فرق اجمال و تفصیل۔

ارتفاق اول دراصل ارتفاق حیوانی پر مبنی ہے جس میں صفائی، اتصال، لطافت اور آراستگی پیدا ہوگئی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے مختلف معدنیات کہ ان کی بنیاد دراصل ذرات پر ہے — اور جان لے کہ ارتفاقِ اول، ارتفاقِ حیوانی ہی کے ذیل میں آتا ہے۔ ان دونوں میں فرق صرف اجمال اور تفصیل کا ہے۔

الارتفاقات الضروریۃ

ارتفاقاتِ ضروریہ ان ضروریاتِ زندگی کے آسان طریقوں سے حصول کو کہتے ہیں جو دنیا کے تمام انسانوں کو لاحق ہوتی ہیں اور جن کا دارومدار ارتفاق البہائم پر ہے لیکن جو چیزیں یوں ہی محض تعیش

کے لئے حاصل کی جائیں وہ غیر ضروری ہیں

ارتفاقات ضروریہ کی ترقی تمدن، تہذیب اور انسانیت کی ترقی ہے اور غیر ضروری چیزوں میں زیادہ بڑھنے کا نتیجہ تہذیب و تمدن کے تنزل اور معاشرہ کے فساد کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

ارتفاقات ضروریہ کی تشریح شاہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ میں مندرجہ ذیل الفاظ میں کی ہے۔

وکذلک من مفاسد المدن ان ترغب عظماء ھم فی دقائق الحلی واللباس والبناء والمطاعم وغید النساء ونحو ذلک زیادۃ علی ما تعطیہ الارتفاقات الضروریۃ التی لابد للناس منھا واجتمع علیھا عربھم وعجمھم۔ الخ

شہروں کی بربادی کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہاں کے بڑے لوگ عمدہ زیورات نفیس لباس، شاندار عمارات لذیذ طعام عورتوں کے حسن وغیرہ کے پیچھے پڑ جائیں اس طرح ان ارتفاقات ضروریہ سے بڑھ جائیں جو انسان کے لئے ضروری ہیں اور جن پر عرب اور عجم مشترک ہیں۔

شاہ ولی اللہ صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ اگرچہ تمام عالموں نے فقہ کو لب لباب علوم دین کا سمجھا ہے، مگر ان کے نزدیک علم اسرار دین ہی سب کا سرتاج ہے۔ پھر وہ قسمیہ بیان کرتے ہیں کہ یہی علم اس لائق ہے کہ بعد ادائے فرائض کے آدمی اسی علم میں اپنے تمام اوقات عزیز صرف کرے اور ذخیرۂ آخرت لے جاوے۔

شاہ صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ جب کہ اس قسم کے مطالب پر لوگ غور کرتے آئے ہیں اور مسائل اور مطالب نکالتے رہے ہیں۔ تو اب علم اسرار دین پر گفتگو کرنا اور بحث کرنا خرق اجماع ہی نہیں رہا۔ میں کہتا ہوں کہ خرق اجماع کیا اب اس پر بحث کرنا فرض عین ہو گیا ہے،

(سر سید احمد خاں)